

HABIBIA ISLAMICUS (The International Journal of Arabic & Islamic Research) (Bi-Annual) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)

Home Page: <http://habibiaislamicus.com>

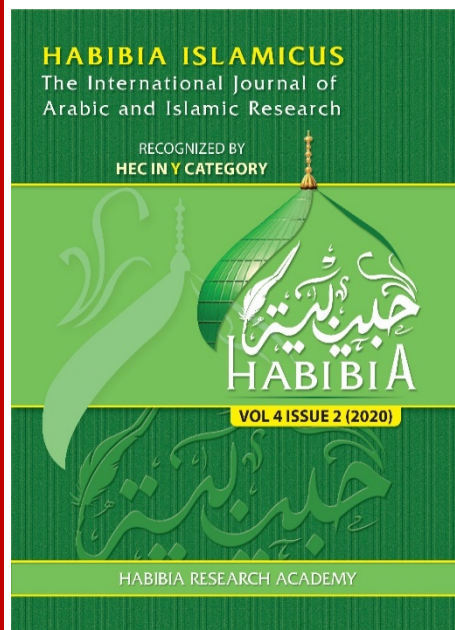
Approved by HEC in Y Category

Indexing: IRI(AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,
Reg.No:KAR No. 2287 Societies Registration
Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk,

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).



TOPIC:

**FOUNDATIONS OF HARMONIOUS PAKISTAN:
A RESEARCH STUDY IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS**

ہم آہنگ پاکستان کی بنیادیں: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

AUTHORS:

1. Dr. Muhammad Shahid, Assistant Professor, Department of Hadith and Hadith Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad. Email: Shahid_edu98@yahoo.com
2. Dr. Ghulam Haider, Lecturer, Department of Islamic Studies, Agricultural University, Faisalabad. Email: ghmaghrana@gmail.com
3. Dr. Muhammad Yaseen, Assistant Professor, Islamic Studies, National Textile University, Faisalabad Email: yaseen@ntu.edu.pk

HOW TO CITE: Shahid, Muhammad, Ghulam Haider, and Muhammad Yaseen. 2020. "URDU 14 FOUNDATIONS OF HARMONIOUS PAKISTAN: A RESEARCH STUDY IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS: ہم آہنگ پاکستان کی بنیادیں: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ". *Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research)* 4 (2):163-76. <https://doi.org/10.47720/hi.2020.0402u14>.
URL: <http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/158>

Vol. 4, No.2 || July –December 2020 || P. 163-176
Published online: 2020-12-27

QR. Code



FOUNDATIONS OF HARMONIOUS PAKISTAN:
A RESEARCH STUDY IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS

ہم آہنگ پاکستان کی بنیادیں: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

Ghulam Haider, Muhammad Shahid, Muhammad Yaseen

ABSTRACT

Unity is the strength of nations. Only those countries can compete and survive where people are united and patriot. Islam is a complete code of life. It provides guidance in all walks of life. Unfortunately, Muslims are ignoring the golden principles of Holy Qur'an and Sunnah of Holy Prophet (SAWS). In this research paper basic teachings of Islam regarding united Pakistan are highlighted. There are many factors which are creating unrest in the society. There is dire need to ponder over political, social and economic values of Islam which provide a base for unity and harmony in the society. Our behavior with non-Muslims is a challenging issue of the day. This paper addresses how we should treat with minorities of the country. Harmony among different religious sects of the society is the backbone of peace in Pakistan. Different guidelines are given in this regard. Everyone in the country must understand that only harmony Pakistan can face the challenges of the world. There is no doubt in the phrase, united we stand, divided we fall.

KEYWORDS: Foundations of harmonious Pakistan, Harmony in Pakistan, Challenges of the world and Pakistan, Unity in Pakistan.

تاریخ انسانی گواہ ہے کہ ہمیشہ انہیں اقوام نے ترقی کی ہے جس کے افراد میں ہم آہنگی بدرجہ اتم موجود تھی۔ اسلامی تعلیمات اور عبادات میں بنیادی فلسفہ ہم آہنگی کا ہی ہے۔ ارکان اسلام میں سے نماز میں امیر و غریب، غلام و آقا، خادم و مخدوم، حکمران اور رعایا کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ زکوٰۃ میں بھی یہی فلسفہ کارفرما ہے کہ اس میں امیر و غریب میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہیں۔ روزہ بھی ہم آہنگی پیدا کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ حج عالمی سطح پر اقوام کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ قرآن کریم کی تمام تعلیمات میں ہم آہنگی کا پہلو موجود ہے خواہ یہ ہم آہنگی افراد کی ہو، خانگی ہو، سیاسی ہو معاشی ہو یا معاشرتی ہو، اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے ہو، اسلام کی دوسرے مذاہب کے ساتھ ہو یا مسلمانوں کی آپس میں۔ غرض ہر سطح پر اسلام ہم آہنگی چاہتا ہے اور انفرادیت کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ بعض مقامات پر تو ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے اسلام اپنے بنیادی اصولوں سے بھی سمجھوتا کرتا ہے جیسا کہ میاں بیوی کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے دو گروہوں کے درمیان صلح کرنے کے لیے جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔ اس سے اسلام میں ہم آہنگی کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ اخلاقیات کی تعلیم میں بھی معاشرے کو ہم آہنگ بنانے کا فلسفہ موجود ہے۔ رذائل اخلاق انفرادی اور اجتماعی ہم آہنگی کیلئے نقصان دہ ہونے کی بنا پر ممنوع ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاہدات ہم آہنگی پیدا کرنے کی بہترین مثالیں ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر عام معافی میں بھی ہم آہنگی کا فلسفہ موجود ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد موخات بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ میثاق مدینہ میں مسلمانوں کی یہود کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کی گئی جس سے ایک ریاست قائم ہوئی اور مدینہ میں قیام امن ہوا۔ معاشی اخلاقیات میں بھی ہم آہنگی کا پہلو موجود ہے جن کاموں سے روکا گیا وہ ہم آہنگی اور احترام انسانیت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہیں۔ جن میں بھاپر بھاولگانا، ذخیرہ

اندوزی کرنا، شہر سے باہر جا کر تاجروں سے ملنا، اشیاء میں موجود عیوب کو چھپانا وغیرہ شامل ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع میں بھی ہم آہنگی کی تعلیمات واضح طور پر موجود ہیں جن میں کمزور طبقات کے ساتھ ہم آہنگی پر زور دیا گیا ہے اور ہم آہنگی میں حائل ہونے والے رکاوٹوں کو دور کیا گیا ہے۔ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے خاندان کے خون اور سود کو معاف کرنا ہے۔

1. سیاسی ہم آہنگی کی بنیادیں:

وحدت انسانی: قرآن کریم میں وحدت انسانی کی تعلیمات موجود ہیں۔ جن میں یا ایہا الناس کا خطاب، اولاد آدم کا ذکر، بنی آدم، ذریت آدم کا ذکر شامل ہیں۔ اس وحدت کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے یَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ¹ اے آدمیو ہم نے بنایا تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو۔ تحقیق عزت اللہ کے ہاں اسی کو زیادہ ہے جو بڑا متقی ہے بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ اس آیت میں وحدت انسانی کا ذکر کیا گیا ہے کہ تمام انسان ایک مرد و عورت کی اولاد ہیں۔ اس سے یہ ایک قوم ہونے کا تصور ملتا ہے جس سے رذائل اخلاق کا خاتمہ ہوتا ہے اور ترقی کے لیے ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

تکریم انسانیت: تکریم انسانیت سے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا² اور ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور بڑھادیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دے کر۔ اس آیت میں تکریم انسانی کا ذکر ہے کہ ان کی ضروریات کو اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا اور بہت سی مخلوقات پر برتری عطا کی۔ یہ احترام اسلامی تعلیمات میں جا بجا ملتا ہے۔ معاشرے کا ہر فرد چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، انسانی احترام کا مستحق ہے۔ احترام انسانی سیاسی ہم آہنگی کی ایک اہم اساس ہے۔ سیاست میں اس کو ملحوظ رکھ کر قوم میں ہم آہنگی اور یک جہتی پیدا کی جاسکتی ہے۔

مشاورت: سیاسی ہم آہنگی کے لیے مشاورت کا عمل انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سے نہ صرف ترقی کے لیے تجاویز سامنے آتی ہیں بلکہ ہر فریق کو اطمینان ہوتا ہے کہ اس سے بے اعتنائی نہیں برتی جارہی۔ مومنین کی صفات میں سے ایک مشورہ ہے کہ اہم معاملات میں مشورہ کرتے ہیں۔ اسی کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ³ وہ آپس میں مشورہ سے کام کرتے ہیں۔ سیرت طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سے اہم معاملات میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ غزوہ بدر، احد اور خندق میں آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے حکمت عملی کے بارے میں مشاورت کی۔ رسول اللہ ﷺ کے مشورہ سے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ مُشَاوَرَةً لِأَصْحَابِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ⁴ کہ میں سے رسول اللہ سے بڑھ کر کسی کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اگر آپس میں مشاورت نہ ہو اور فیصلوں کا دار و مدار صرف ایک آدمی پر ہو تو یہ عمل کسی بھی قوم کی ہم آہنگی

میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ سیاسی امور میں مشاورت کے عمل سے قوم اور معاشرہ میں نہ صرف یک جہتی پیدا ہوتی ہے بلکہ امن کی فضا بھی قائم ہوتی ہے۔

اہل افراد کا تقرر: کسی بھی ریاست کا استحکام صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس میں عہدوں پر اہل افراد کا تقرر کیا جائے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: **إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا**^۵ بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچادو امانتیں ان لوگوں کو جو ان کے اہل ہیں۔ اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے۔ اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو بیشک اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا۔ اس آیت میں امانتوں کو ان کے اہل افراد کے سپرد کرنے کا حکم ہے۔ امانتوں سے مراد عہدے ہیں کہ ان پر قابلیت رکھنے والے افراد کا تقرر کیا جائے۔ بخاری میں روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور قیامت کے متعلق سوال کیا کہ وہ کب قائم ہوگی۔ ﷺ آپ نے ارشاد فرمایا **إِذَا ضُئِئَتِ الْأُمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَىٰ غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ**^۶ آپ ﷺ نے فرمایا جس وقت امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا، اس نے پوچھا کہ امانت کا ضائع کرنا کس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا جب کام نا اہل لوگوں کے سپرد کیا جائے، تو قیامت کا انتظار کرنا۔ مذکورہ تعلیمات میں ریاست کو حکم دیا گیا ہے کہ عہدوں پر ان ہی افراد کا تقرر کریں جو ان کے اہل ہیں۔ نا اہل افراد کا اگر مختلف عہدوں پر انتخاب ہو گا تو یہ نہ صرف حکم الہی سے روگردانی ہوگی بلکہ اس سے معاشرہ تباہ ہو جائے گا اور قیامت کا منظر پیش کرنے لگے گا۔

خیر خواہی: خیر خواہی کا جذبہ معاشرہ میں اتحاد کی فضا قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خیر خواہی سے متعلق صحیح مسلم میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّينُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْأُمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ**^۷ تمیم داری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے عرض کیا کس چیز کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے آئمہ کی اور تمام مسلمانوں کی۔ اس روایت میں اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، اس کے رسول، ائمہ اور عام مسلمانوں سے خیر خواہی کو دین قرار دیا گیا ہے۔ عام مسلمانوں سے خیر خواہی کا مطلب ہے کہ ان کی تمام معاملات میں راہ نمائی کی جائے۔ ان کو ہر طرح سے نفع پہنچانے کی کوشش کی جائے اور ان کو نقصان پہنچانے سے گریز کیا جائے۔ خیر خواہی کا جذبہ بیدار کر کے قومی ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔

2. معاشی ہم آہنگی کی بنیادیں: کسی بھی معاشرے کے افراد میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے معاشی امور میں ہم آہنگی پیدا کرنا ضروری ہے۔ اسلام دولت کے ارتکاز کا خاتمہ کر کے معاشرہ میں معاشی فرق کو کم کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے زکوٰۃ اور صدقات کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کچھ احکام ایسے ہیں جن کی ترغیب دی گئی ہے جن میں قرض اور عاریت وغیرہ شامل ہیں۔

1. زکوٰۃ کی ادائیگی: زکوٰۃ کا ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہونا معاشی ہم آہنگی کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔⁸ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھا نماز کو اور دیتے رہے زکوٰۃ ان کیلئے ہے ثواب انکا ان کے رب کے پاس اور نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ آخرت میں کامیابی کا دار و مدار جن اعمال پر رکھا گیا ان میں زکوٰۃ بھی شامل ہے۔ عصر حاضر میں زکوٰۃ کے نظام کو فعال کر کے معاشی ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔
2. سود کا خاتمہ: معاشی افراط و تفریط کے خاتمے کے لیے سود کا خاتمہ ضروری ہے۔ سود میں استحصال ہوتا ہے اور اس سے معاشرے میں فساد کے خطرات پیدا ہوتے ہیں اور نفرت اور انتقام کے جذبات کو فروغ ملتا ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ البقرۃ میں سود سے متعلق ارشاد ہے: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ) (فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ ثَبُتْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ) ⁹ اے ایمان والو! اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا۔ پس اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے واسطے ہے اصل مال تمہارا نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر کوئی۔ اس ارشاد سے ظلم اور استحصال کے نظام کے خاتمے کا حکم دیا گیا ہے کہ نہ کسی پر ظلم ہو اور نہ ہی کوئی کسی دوسرے پر ظلم کرے۔ سیرت طیبہ سے بھی راہ نمائی ملتی ہے کہ سود معاف کر دیا جائے اور اصل مال واپس لے لیا جائے۔ مذکورہ تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر پاکستان کی معاشی بنیادوں کو مضبوط کیا جاسکتا ہے۔
3. قرض دینا: اسلام نے معاشی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے قرض کی ترغیب بھی دی ہے۔ اس سے نہ صرف مقروض کی ضرورت پوری ہوتی ہے بلکہ معاشی و معاشرتی ہم آہنگی بھی پیدا ہوتی ہے۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رَأَيْتُ لَيْلَةً أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةِ عَشَرَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ وَالْمُسْتَفْرِضُ لَا يَسْتَفْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ ¹⁰ میں نے شب اسراء میں جنت کے دروازہ پر یہ لکھا دیکھا کہ صدقہ کا اجر دس گنا ملے گا اور قرض دینے کا اٹھارہ گنا اجر ملے گا۔ میں نے کہا کہ اے جبریل کیا وجہ ہے کہ قرض دینا صدقہ دینے سے افضل ہے؟ جبریل نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات سائل کے پاس کچھ ہو تا پھر بھی وہ سوال کرتا ہے جبکہ قرض مانگنے والا بغیر حاجت کے قرض نہیں مانگتا۔ معاشی تعاون سے سائل کی ضرورت پوری ہوگی تو معاشرہ میں احترام کا جذبہ پیدا ہوگا، جس سے قومی و معاشرتی ہم آہنگی اور یک جہتی پیدا ہوگی۔ قرض حسنہ کو انفرادی اور ملکی سطح پر اپنا کر ملکی ترقی اور معاشرتی اتحاد قائم کیا جاسکتا ہے۔

4. عاریت پر دینا: عاریت کا حکم قرآن کریم و سنت میں موجود ہے۔ قرآن کریم نے نہ صرف ضرورت کی عام اشیاء ضرورت مندوں کو فراہم کرنے کا حکم دیا ہے: بلکہ عدم فراہمی پر سخت وعید بیان کی ہے۔ عاریت سے متعلق قرآن کریم کی سورۃ الماعون میں ارشاد ہے۔
 قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ () الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ () الَّذِينَ هُمْ يُزَاوُونَ () وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ()¹¹ ”پھر خرابی ہے ان نمازیوں کی، جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ وہ جو دکھلاوا کرتے ہیں اور مانگی نہ دیوں برتنے کی چیز۔ جو لوگ عام استعمال کی چیزیں عاریتاً نہیں دیتے ان کے لیے ہلاکت ہے۔ ان آیات کی روشنی میں عاریت کو قومی اور انفرادی سطح پر فروغ دے کر ضرورت مند اور دولت مند کے درمیان اخوت و ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔ عاریت کو حدیث شریف میں بہترین صدقہ اور عطیہ کہا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ”بہترین صدقہ یہ ہے کہ کسی کو بطور عطیہ (چند دن کے لئے) بہت ہی عمدہ گاہن اوٹنی دی جائے یا عمدہ بکری دی جائے جو صبح و شام برتن بھر بھر کر دودھ دے۔“¹² حکومت قرض کے ذریعے بے روزگاری کا خاتمہ کر سکتی ہے جس کے لیے انفرادی اور قومی سطح پر قرض دینے کے جذبہ کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

5. معاشی توازن: قومی ہم آہنگی کے لیے امیر اور غریب کے درمیان معاشی توازن پیدا کرنے ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر یہ توازن نہیں ہو گا تو بلاوجہ غریب امیر سے نفرت کرے گا۔ معاشی توازن کے لیے مواخات مدینہ سے راہ نمائی لی جاسکتی ہے۔ کم آمدنی والے افراد پر ٹیکسز کا بوجھ نہ ڈالا جائے جب کہ دولت مند افراد پر اتنا ٹیکس ہو جس سے ملکی امور صحیح طریقے سے سرانجام پاسکیں۔

6. بے روزگاروں کی معاشی کفالت: بے روزگاری کے حل کی اولین ذمہ دار حکومت ہے۔ اس کے بعد دولت مند افراد اس فلاحی اقدام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ وَفِي أَقْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ¹³ ان کے اموال میں سائل اور محروم کے لیے حق ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُزْدَقُونَ إِلَّا بِضَعْفَائِكُمْ۔¹⁴ تمہیں مدد اور رزق غریب لوگوں کی وجہ سے ملتا ہے۔ خیر خواہی کا جذبہ بیدار کرنے اور امیر اور غریب کے درمیان تعلق قائم کرنے کے لیے مذکورہ تعلیمات اہمیت کی حامل ہیں۔ قرآن و سنت کی اس نوعیت کی دیگر تعلیمات سے راہ نمائی لے کر معاشرتی یک جہتی کے لیے بنیاد فراہم کی جاسکتی ہے۔

7. معاشی اخلاقیات: معاشی اخلاقیات میں بھی ہم آہنگی کا پہلو موجود ہے۔ جن کاموں سے روکا گیا وہ ہم آہنگی اور احترام انسانیت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہیں، جن میں بھاو پر بھاؤ لگانا، ذخیرہ اندوزی کرنا، شہر سے باہر جا کر تاجروں سے ملنا، اشیاء میں موجود عیوب کو چھپانا وغیرہ شامل ہیں۔

معاشرتی ہم آہنگی کی بنیادیں: اخوت: قیام امن کے لیے اخوت انتہائی ناگزیر ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اخوت اور بھائی چارے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اخوت اسلامی کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

اَفْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا۔¹⁵ اگر دو فریق مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو۔ اگلی آیت میں ارشاد ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ۔¹⁶ مسلمان تو سب بھائی ہیں۔ اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو۔ مسلمانوں کے دو گروہوں میں اگر کسی قسم کا اختلاف پیدا ہو جائے تو مسلمانوں میں اہل فہم و ارباب حل و عقد یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس مخالفت کو ختم کروانے کے لیے پوری جدوجہد کریں اور آپس میں صلح کروادیں۔ باہمی اخوت و محبت کا جو رشتہ جذبات میں مغلوب ہو گیا اس کو زندہ کیا جائے۔ اسی لیے اگلی آیت میں وہ بنیاد و اساس بھی ظاہر کر دی گئی جس پر اخوت کی عظیم عمارت قائم ہو سکتی ہے اور وہ ہے اللہ کا خوف۔ معلوم ہوا کہ اگر بھائیوں کی لڑائی ہو جائے تو ان کی اصلاح کرادیا کرو۔

برداشت: برداشت بھی معاشرتی ہم آہنگی کا ایک سبب ہے۔ اسلام برداشت کا مذہب ہے جس میں برداشت کے متعلق تعلیمات موجود ہیں۔ بدر کا موقع ہو یا صلح حدیبیہ کا، مقام طائف ہو یا فتح مکہ کا موقع، ہر سختی و مشکل میں آپ ﷺ برداشت کا مظاہرہ فرما رہے ہیں اور اپنے جانی دشمنوں کو معاف فرما رہے ہیں۔ سیرت طیبہ کے ان واقعات سے راہ نمائی لے کر عوام و خواص میں حلم اور بردباری جیسی اعلیٰ اخلاقی صفات پیدا کی جاسکتی ہیں۔

صلہ رحمی: صلہ رحمی معاشرتی تعلقات میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ قرآن کریم میں قطع رحمی کرنے کو فاسقین کی صفت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ۔¹⁷ اور وہ توڑتے ہیں اس چیز کو جس کے ملانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے پوری صورت حال کا تذکرہ کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کو ان الفاظ میں تسلی دی۔ صحیح بخاری میں ہے: كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ۔¹⁸ ہر گز نہیں اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی ناکام نہیں کرے گا کیونکہ آپ (ﷺ) قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں۔ حضرت خدیجہ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے جن اوصاف کا تذکرہ کیا ان میں صلہ رحمی کو سب سے پہلے ذکر کیا۔ اس سے اس کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر معاملہ میں معاشرہ کو مربوط و ہم آہنگ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے صلہ رحمی کے وصف کو اپنا کر ہم کئی معاشرتی مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔

ایثار: معاشرتی ہم آہنگی میں ایثار جیسی اخلاقی صفت انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ عام طور پر معاشرتی غلط فہمی حقوق کے مطالبہ یا حق تلفی کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں ایثار کو اللہ کے مقبول بندوں کی صفت قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے: وَيُؤْتُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔¹⁹ اللہ کے مقبول بندے اپنے اوپر دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود بھی حاجت مند ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی ایثار سے عبارت ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دی۔ سیرت طیبہ کے کئی واقعات اس پر شاہد ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْرٍ بَرٍّ مَادُومَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ

حَقُّیْ لِحَقِّ بِاللّٰهِ²⁰ سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا خاندان کبھی بھی لگاتار تین دن تک گندم کی روٹی اور گوشت کے شوربے سے سیر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ آپ اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے۔ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً إِلَّا بَعَلْتَهُ الْبَيْضَاءَ وَوَسَلَا حَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً²¹ رسول اللہ ﷺ نے نہ دینار چھوڑے نہ درہم، نہ غلام، نہ لونڈی، صرف ایک سفید خچر چھوڑا ہے، اور اپنے ہتھیار اور کچھ تھوڑی سی زمین چھوڑی ہے جسے آپ نے وقف کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام وسائل کے باوجود فلاح معاشرہ کے لیے بھوک برداشت کی۔ اپنی کوئی جائیداد نہیں بنائی بلکہ جو کچھ میسر ہوا فقراء اور مستحقین میں تقسیم فرما دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ایثار سے راہ نمائی لے کر آج کے مادی دور کے مسائل حل کیے جاسکتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی زندگی میں بھی ایثار موجود تھا جس کی بدولت جہاں بھی صحابہ کرامؓ گئے امن قائم ہوا۔ اس کے علاوہ تاریخ اسلامی میں ایثار ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے۔

مسلمان کے حقوق کی ادائیگی: اسلامی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرہ میں احساس ذمہ داری کو بیدار کیا جائے۔ اگر احساس ذمہ داری بیدار ہو جائے تو ہر آدمی اپنے معاشرتی فرائض احسن انداز میں پورا کرنے لگے گا۔ مسلمان کے حقوق کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ» قِيلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «إِذَا لَقَيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَسَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرَضَ فَعُدَّهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ»²² حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تو اس سے ملے تو اسے سلام کر، جب وہ تجھے دعوت دے تو قبول کر اور جب وہ تجھ سے خیر خواہی طلب کرے تو تو اس کی خیر خواہی کر، جب وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو تم دعا دو یعنی یرحمک اللہ کہو، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو۔ مذکورہ روایت میں جن حقوق کا ذکر ہے بہت ہی آسان ہیں اور معاشرتی ہم آہنگی پر بڑا اثر رکھتے ہیں۔ ان حقوق کی ادائیگی سے محبت والفت کی فضا قائم ہوگی اور قیام امن ہوگا۔ موجودہ دور میں ضرورت صرف سیرت طیبہ سے راہ نمائی لے کر اس کی روشنی میں عملی اقدامات کرنے کی ہے۔

ٹیم ورک: ایسی سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے جو اجتماعی ہوں چاہے، ان کا تعلق تعلیم سے ہو، عملی کام سے ہو، کھیل سے ہو یا کسی اور معاشرتی عمل سے ہو۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں روایت ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو ایک غزوہ کے لیے بھیجا۔ جب صحابہؓ واپس آئے تو متفرق طور پر آئے تو آپ ﷺ کے روئے انور کا رنگ سرخ ہو گیا اور فرمایا: أَذْهَبْتُمْ مِنْ عِنْدِي جَمِيعًا وَجِئْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الْفُرْقَةُ²³ کہ تم لوگ میرے پاس سے اکٹھے ہو کر گئے تھے اور اب جدا جدا

ہو کر آرہے ہو۔ تم سے پہلے لوگوں کو اسی تفرقہ نے ہی ہلاک کیا تھا۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ جانا اور آنا اکٹھے ہو کیونکہ اس سے اجتماعیت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور دلوں کی دوری ختم ہوتی ہے۔

3. مذہبی ہم آہنگی کی بنیادیں:

اقلیتوں کا احترام: اسلام میں احترام انسانیت کو بہت بلند مقام حاصل ہے۔ قرآن کریم کئی مقامات پر لوگوں کو یا ایہا الناس سے خطاب کرتا ہے اور مذہب کے بنیاد پر کسی بھی قسم کے زیادتی اور نا انصافی سے منع کرتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: عن جابر بن عبد اللہ قال: مر بنا جنازة فقام النبی ﷺ فقمنا فقلنا: یا رسول اللہ انہا جنازة یهودی، قال: اذا رايتم الجنازة فقومو۔²⁴ کہ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا اس کیلئے نبی ﷺ کھڑے ہوئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔

سیرت طیبہ سے کئی مثالیں ملتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کا احترام کرتے تھے، ان سے حسن سلوک فرماتے تھے ان کے ساتھ معاہدات کا احترام فرماتے تھے۔ عصر حاضر میں جہاں دوسرے معاشرتی عوامل معاشرتی ہم آہنگی کے لیے ضروری ہیں وہاں دوسروں کے مذاہب کا احترام انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک کے ذریعے معاشرتی ہم آہنگی کو بہت فروغ دیا جاسکتا ہے۔

اقلیتوں کے ساتھ عدل: اسلام میں میں عدل کو انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساری زندگی عدل سے عبارت ہے۔ اگر مسلمانوں اور کفار کا جھگڑا آتا تب بھی آپ انصاف فرماتے تھے۔ قرآن کریم میں غیر مسلموں سے عدل کرنے کے متعلق ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ۔²⁵ اے ایمان والو! کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی، اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث عدل نہ چھوڑو۔ عدل کرو۔ یہی بات لگتی ہے تقویٰ سے۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے۔ اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو۔ مذکورہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن قوم سے بھی انصاف کیا جائے اور یہ انصاف تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

مذہبی آزادی: اسلام مذہبی معاملات میں کسی قسم کے جبر کو روا نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک آدمی اس وقت تک مومن نہیں بنتا جب تک کہ وہ اسلامی عقائد کو دل سے تسلیم نہ کر لے۔ مذہبی آزادی کے بارے میں ارشاد ہے۔ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ²⁶ زبردستی نہیں دین کے معاملہ میں بیشک جدا ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے اب جو کوئی نہ زمانے گمراہ کرنے والوں کو اور یقین لاوے اللہ پر تو اس نے پکڑ لیا حلقہ مضبوط جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ اقلیتوں کو مذہبی آزادی دے کر معاشرتی اور قومی ہم آہنگی کو مضبوط بنایا جاسکتا ہے۔

مساوات: اسلام نے احترام انسانیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے انسانی بنیادوں کے معاملات میں مسلمان اور کافر کو برابر حیثیت دی ہے۔ السنن الکبریٰ للبیہقی میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: " دِيْنُهُ ذِمِّيٌّ دِيْنُهُ مُسْلِمٌ " ²⁷ کہ ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ مساوات کے اصول کو اپنا کر معاشرتی بے چینی اور خلفشار کو بہت حد تک ختم کیا جاسکتا ہے۔

ظلم کی ممانعت: اسلام کسی صورت میں ظلم کے اجازت نہیں دیتا۔ نہ ہی مسلمانوں پر اور نہ ہی غیر مسلموں پر۔ غیر مسلم پر ظلم پر وعیدات سنائی گئی ہیں۔ ایک روایت میں ارشاد ہے: من ظلم ذمیاً مقوراً بدمته مؤدیاً بجزئته فأنا خصمه ²⁸۔ جس نے ایسے ذمی پر ظلم کیا جو اپنے عہد و پیمان کا اقرار کرتا ہے اور جزیہ ادا کرتا ہے تو میں اس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔ ایک اور روایت میں ارشاد ہے: اتَّقُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، وَإِنْ كَانَ كَافِرًا، فَإِنَّهُ لَيْسَ ذُوهُمَا حِجَابٌ ²⁹۔ مظلوم کی بددعا سے بچو چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ اس بددعا کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔

غیر مسلموں پر خرچ اور انکی اعانت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں سے معاشی اور معاشرتی تعلقات رکھے اور انسانی بنیادوں پر اپنے بدترین دشمنوں پر رحم کرتے ہوئے ان کی مالی اعانت فرمائی۔ غیر مسلموں کی مدد یا ان پر تنگی کے وقت خرچ کرنے کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے کئی مثالیں ملتی ہیں۔ ایک موقع پر حضرت ابوسفیانؓ نے بھی آپ ﷺ سے اپنی قوم کی خوشحالی کے لیے دعا کی درخواست کی تھی۔ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں: فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللَّهِ وَبِصَلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ لَهُمْ ³⁰۔ ”پس ابوسفیان آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد بیشک آپ اللہ کی اطاعت اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور بیشک آپ کی قوم (بھوک کی وجہ سے) ہلاک ہو چکی ہے۔ پس ان کے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔“ آنحضور ایک یہودی گھرانے کو صدقہ دیا کرتے تھے صحابہ کرام نے آپ کی وفات کے بعد بھی یہ جاری رکھا۔

غیر مسلموں کی عیادت کرنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں سے معاشرتی تعلقات بھی قائم رکھے۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے: كَانَ عَلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمَ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ أَطْعَ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ ³¹ کہا ایک یہودی لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو آپ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کے سر ہانے بیٹھے، اس سے کہا تم اسلام لے آؤ۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ اس نے کہا اُطْعِ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مان لو۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے وہاں سے نکلے کہ اللہ کا شکر ہے اس نے اس بچے کو جہنم سے بچالیا۔

4. مسکى ہم آجنگی کی بنیادیں:

اہانت سے گریز: ہم آہنگی کو نقصان پہنچانے والی سب سے بڑی وجہ کسی بھی فرقہ یا مسلک کے لوگوں کے خلاف توہین آمیز کلمات استعمال کرنا، ان کی مقدس ہستیوں کو برا بھلا کہنا، اس کے مقدس لٹریچر کی توہین یا مقدس مقامات کی توہین شامل ہیں۔ اس توہین کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ دور صحابہ و تابعین اور بعد کے ادوار میں اختلافات ہوتے تھے لیکن اختلاف کے آداب کو ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ اختلاف کے آداب سے متعلق سیرت طیبہ میں تعلیمات موجود ہیں جن کی اشاعت کر کے اہل علم اور عوام میں رواداری کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ گالی دینا، سخت زبان استعمال کرنا دلیل نہیں ہے۔ اگر یہ خیال ذہن میں ہو کہ میری رائے غلط ہو سکتی ہے اور دوسرے کی رائے درست ہو سکتی ہے تو یہ تصور اختلاف کا حسن ہے اور ترقی کا زینہ ہے۔

انتہاء پسندی سے گریز: ہم آہنگی کو نقصان پہنچانے والی ایک چیز انتہاء پسندی ہے۔ انتہاء پسندی میں انسان اعتدال سے نکل کر دو انتہاؤں میں سے کسی ایک تک پہنچ جاتا ہے جس میں انسان سے فہم و فراست کی نعمت چھن جاتی ہے اور وہ اپنی رائے کو ہی حتمی سمجھ کر جماعت سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے اور مخالف کو ناحق یا کافر گمان کرتا ہے۔ اسلام دین اعتدال ہے جس میں افراط و تفریط نہیں ہے۔ تمام عبادات متوازن ہیں۔ انسان پر اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ مسلسل روزہ رکھنے، مسلسل نماز ادا کرنے، سارا مال صدقہ کر دینے سے اسلام میں منع کیا گیا ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات حاصل کر کے اور سیرت طیبہ سے راہ نمائی لے کر انتہاء پسندی سے بچا جاسکتا ہے۔

تکفیر مومن سے بچا جائے: ہم آہنگی کے لیے نقصان دہ عمل تکفیر ہے۔ تکفیر کی قرآن و سنت میں بہت مذمت کی گئی ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے: لَا تُكْفِرُوا أَحَدًا مِنْ أَهْلِ قِبَلَتِكُمْ بِذَنْبٍ وَإِنْ عَمِلُوا بِالْكَبَائِرِ وَصَلُّوا مَعَ كُلِّ إِمَامٍ، وَجَاهَدُوا مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ۔³² کسی گناہ کی وجہ سے اپنے اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرو، خواہ وہ کبار کے مرتکب ہوں اور ہر امام کی اقتدا میں نماز پڑھو اور ہر امیر کے ماتحت جہاد کرو۔ اسی طرح حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں ایمان کی بنیاد ہیں۔ اول یہ کہ جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا قائل ہو اپنے ہاتھ اور زبان کو اس سے بچانا، گناہ کی بناء پر کسی کی تکفیر نہ کرنا، دوسرے جہاد جاری ہے میری بعثت کے وقت سے اس وقت تک کہ جب میری امت کا آخری شخص دجال سے قتال کرے گا اور جہاد کو کسی ظالم کا ظلم اور عادل کا عدل باطل نہیں کر سکتا، تیسرے تقدیر پر ایمان رکھنا۔³³ کسی مسلمان کی تکفیر معاشرہ کے اتحاد کے لیے بہت مضر ہے۔ اسی وجہ سے ایک روایت میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی مسلمان کو کافر کہنے کو ایسے قرار دیا ہے جیسے اس نے اس کو قتل کر دیا ہو۔

اختلافی مباحث سے بچا جائے: فروعی مسائل میں اختلافات میں مباحث کرنا ہم آہنگی کے لیے نقصان دہ عمل ہے۔ حضرت سرہ سے روایت ہے کہ حضور ہمیں قرآن پڑھنے کا حکم دیتے جس طرح ہم پڑھیں اور فرمایا قرآن تین قراءتوں پر نازل ہوا ہے «لَا تَخْتَلِفُوا فِيهِ، وَلَا تُحَاجُّوا فِيهِ» اس میں اختلاف نہ کرو اس میں نہ جھگڑو کیونکہ یہ بابرکت ہے۔ اس کو پڑھو جس طرح اس کو نازل کیا گیا ہے۔³⁴ اختلافی

مباحث میں پڑنا بھی معاشرتی ہم آہنگی کے لیے نقصان دہ ہے جس کا سدباب فرماتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اختلاف نہ کرو اور جھگڑا نہ کرو۔ اس ارشاد سے ہم آہنگی کے لیے نقصان دہ سبب کی بیخ کنی کی گئی ہے۔

فرقہ واریت سے دور رہا جائے: فرقہ واریت معاشرتی ہم آہنگی کو تباہ کر دیتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ تم اطاعت اور جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ یہ اللہ کی رسی ہے جس کو پکڑنے کا اس نے حکم دیا ہے «وَأَنَّ مَا تَكْرَهُونَ فِي الْجَمَاعَةِ خَيْرٌ مِّمَّا تُحِبُّونَ فِي الْفُرْقَةِ» اور جس چیز کو جماعت میں تم ناپسند کرتے ہو وہ بہتر ہے اس سے جو تم فرقہ واریت میں پسند کرتے ہو³⁵۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے وہ فرماتے ہیں "فَضَّمُ الْمِلْحَ فِي الْجَمَاعَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَكْلِ الْفَالَوْدَجِ فِي الْفُرْقَةِ" کہ جماعت میں نمک کھانا فرقہ میں فالودہ کھانے سے مجھے زیادہ پسندیدہ ہے³⁶۔ صحابہ کرامؓ کو شش فرمایا کرتے تھے کہ وہ جماعت کے ساتھ ہی رہیں۔ اگرچہ اس میں بظاہر نقصان نظر آ رہا ہو اور فرقہ واریت میں بظاہر اور وقتی فوائد نظر آرہے ہوں۔

آئندہ نسلوں کو اختلافات سے بچانے کے اقدامات کئے جائیں: اہل علم اور ارباب اختیار کی ذمہ داری ہے کہ وہ اختلافات کو بطریق احسن حل کریں اور موافقت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہ اختلاف آئندہ دور میں شدید ہوتے چلے جائیں گے۔ صحابہ کرام نے اس خطرہ کے پیش نظر مسائل حل کیے۔ ابراہیمؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز جنازہ کی چار، پانچ اور اس سے زیادہ تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگوں کا یہی معمول رہا، جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور آپ نے لوگوں کا اختلاف دیکھا تو آپ نے اصحاب محمد کو جمع کیا اور فرمایا اے اصحاب محمد آپ لوگ اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے بعد لوگ اختلاف میں پڑ جائیں گے۔ کسی ایسی بات پر اتفاق کرو جسے تمہارے بعد کے لوگ اختیار کر لیں۔ تو اصحاب محمد ﷺ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ آخری جنازہ جو آپ ﷺ نے پڑھایا جس کے بعد آپ ﷺ کی وفات ہو گئی یہ لوگ اسے اختیار کریں گے اور اس کے علاوہ کو ترک کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے غور و خوض کیا اور جس جنازہ پر آپ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت چار تکبیریں کہیں تھیں اسے اختیار کر لیا اور چار تکبیروں پر عمل کیا اور اس کے علاوہ کو ترک کر دیا³⁷۔ معاشرہ کو یک جہتی دینے کے اقدامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ موجودہ دور کے اختلافات کو حل کر دیا جائے کیونکہ اگر یہی اختلافات آئندہ نسل تک پہنچیں گے تو یہ زیادہ خطرناک ہو جائیں گے۔ آئندہ نسلیں بھی فرقہ واریت کا شکار رہیں گی۔ علماء اور حکمران ان اقدامات پر عمل کر کے آئندہ نسلوں کا مستقبل سنوار سکتے ہیں۔ یہ اقدام اجر عظیم کا باعث ہے۔

5. حکومتی ذمہ داریاں / اقدامات:

روداداری کا فروغ: وطن عزیز میں ہم آہنگی کا رجحان کم ہوتا جا رہا ہے جس سے ملکی اجتماعی امور اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے۔ عدم برداشت کی یہ صورت حال ہے آج کوئی بھی اپنے علاوہ کسی دوسرے فرقہ یا گروہ کی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ منبر و محراب سے سیرت طیبہ کی اشاعت نہیں کی جاتی۔ صلح حدیبیہ اور یثاق مدینہ سے روشنی لے کر ہم روداداری کی فضا قائم کر

سکتے ہیں اور دوبارہ وہ مقام حاصل کر سکتے ہیں جہاں اختلاف رائے معاشرتی حسن ہوتا ہے اور مومن مومن کا بھائی ہوتا ہے۔ معاشرے میں رواداری اور اخوت پیدا کر کے ہم افراد معاشرہ میں ہم آہنگی پیدا کر سکتے ہیں۔

انصاف کی فراہمی: معاشرے اور قومیں انصاف کی بدولت ہی اپنا وجود قائم رکھتی ہیں۔ تاریخ انسانی میں جس قوم نے بھی انصاف کا دامن تھامے رکھا وہی حکمرانی کی اہل ٹھہریں اور جن اقوام نے انصاف کے قیام سے پہلو تہی کی وہ اپنا وجود زیادہ دیر تک قائم نہیں رکھ سکیں۔ اسلامی تعلیمات اور فرامین نبوی میں کئی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ حضور ﷺ، خلفائے راشدین اور مسلم حکمرانوں نے عدل و انصاف قائم کیا۔ بسا اوقات اس کی زد میں ان کے قریبی رشتہ دار بھی آئے۔ آج پاکستانی معاشرے میں عدل و انصاف کی حکمرانی قائم کر کے معاشرہ میں اخوت اور یک جہتی کی فضا قائم کی جاسکتی ہے۔

اشاعت علوم اسلامیہ: ہم آہنگی کے فقدان کی ایک بڑی وجہ عوام کا علوم اسلامیہ، اختلاف کے آداب، سیرت طیبہ اور انتہاء پسندی کے دنیاوی و اخروی نقصانات کی تعلیمات سے آگاہ نہ ہونا ہے۔ انفرادیت کے نقصانات کی سنگینی سے عوام الناس اور ارباب اختیار میں آگاہی پیدا کر کے اس فقدان کا سد باب کیا جاسکتا ہے۔

احترام انسانیت: احترام انسانیت کی قرآن و سنت میں موجود تعلیمات کو عام کر کے بھی معاشرہ کے افراد میں ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔ ایک انسان کی عزت اور حرمت کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے۔ اسلام ایک مسلمان کے مال، جان، عزت و احترام کا درس دیتا ہے۔ احترام انسانیت جب تمام مسلمانوں کے دلوں میں اجاگر ہو گا تو تمام رذائل اخلاق کا خاتمہ ہو گا اور معاشرہ ترقی کی جانب گامزن ہو گا۔

اختلاف رائے کے آداب: لوگوں کا اختلاف دور نبوی اور دور صحابہ میں بھی موجود تھا۔ کبار صحابہ کا بھی کئی مسائل میں اختلاف موجود تھا لیکن اس اختلاف کے باوجود کبھی بھی دوسرے کا احترام کم نہیں ہوا تھا۔ دوسرے کی رائے کا احترام کیا جاتا تھا۔ اختلاف کی بنیاد اخلاص اور للہیت ہوتی تھی۔ آج بھی اختلاف رائے کے آداب سے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کا آگاہ کرنا ضروری ہے کہ اختلاف کی بنیاد خواہش نفس، مقابل کی تذلیل و تحقیر، ضد اور محض تنقید نہ ہو۔

اتحاد کی تعلیمات کی اشاعت: قرآن مجید میں اتحاد کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: **وَاَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا**۔³⁸ اور مضبوط پکڑو سی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔ قرآن کریم کی کئی آیات میں فرقہ بندی میں پڑنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح احادیث میں بھی کئی جہات سے فرقہ بندی کی مذمت کی گئی ہے۔ سیرت طیبہ سے بھی ہمیں اتحاد کا درس ہی ملتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ: **أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَأَبَا مُوسَى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنْفِرُوا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَحْتَلِفَا**۔³⁹ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ اور ابو موسیٰؓ کو جانب یمن روانہ کرتے وقت یہ فرمایا کہ تم دونوں آسانیاں کرنا اور کوئی سختی نہ کرنا، خوشخبری سنانا اور لوگوں کو متنفر نہ کر دینا۔ باہم اتحاد و انصاف رکھنا اور کبھی اختلاف نہ ہونے دینا۔

تجاویز و سفارشات: م (۱) معاشرہ کے کسی فرد کی توہین نہ کی جائے۔ ذاتی، مسلکی، مذہبی، مقدس مقامات، مقدس شخصیات، مقدس کتب کے احترام کو فروغ دیا جائے۔ (۲) عصیت کو ختم کرنے کے اقدامات کیے جائیں جس میں والدین، اساتذہ اور ارباب اختیار اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ (۳) اپنی ہر رائے کو حرف اخیر سمجھنے کے رجحان کا خاتمہ کیا جائے اور تکفیر مومن سے بچا جائے۔ (۴) اختلافی مباحث سے بچا جائے اور عوامی سطح پر فقہی و فروعی اختلافات کو زیر بحث نہ لایا جائے۔ (۵) اتباع سنت کیا جائے اور اتباع سنت کے رجحان کو فروغ دیا جائے۔ (۶) آئندہ نسلوں کو اختلافات سے بچانے کے اقدامات کئے جائیں تاکہ مستقبل میں یہ اختلافات شدید نہ ہوں۔ (۷) اجتماعی مثبت سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے۔ (۸) فوری اور سستے انصاف کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ (۹) تمام حکومتی نمائندوں اور سرکاری وغیرہ سرکاری ملازمین کی اخلاقی تربیت کے لیے ورکشاپس کا وقتاً فوقتاً انعقاد کرایا جائے۔ (۱۰) سیاسی مشاورت سے مسائل کا حل کیا جائے۔ (۱۱) غیر مسلموں کے ساتھ عدل کیا جائے اور اقلیتوں کو مذہبی آزادی دی جائے۔ (۱۲) حکومت، عوام، تعلیمی ادارے اور میڈیا مل کر ان اقدامات کے ذریعے ہم آہنگی پیدا کر سکتے ہیں۔

حوالہ جات

- 1 الحجرات: 13
- 2 الاسراء: 70
- 3 الشوری: 38
- 4 الشافعی، محمد بن إدريس، مسند، دار الکتب العلمیة، بیروت - لبنان، (ص: 277)
- 5 النساء: 58
- 6 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب فضل العلم، دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض، 1997ء، حدیث نمبر 59
- 7 القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان الدین النصیحة، دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض، 2007ء، حدیث نمبر 196
- 8 البقرة: 277
- 9 البقرة: 278، 279
- 10 ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، باب القرض، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2015ء، حدیث نمبر 2431
- 11 الماعون: 4-7
- 12 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاشریہ، باب شرب اللبن، حدیث نمبر 5608
- 13 الذاریات: 19
- 14 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب، حدیث نمبر 2896
- 15 الحجرات: 9
- 16 الحجرات: 10
- 17 البقرة: 27
- 18 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوجی، حدیث نمبر 3

- ¹⁹ الحشر: 9
- ²⁰ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاطعمہ، باب ما کان السلف یدخرون فی بیوتهم واسفارهم من الطعام واللمع وغیرہ، رقم الحدیث: ۵۳۳۳
- ²¹ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوصایا، باب الوصایا، حدیث نمبر 2739
- ²² التشری، الجامع الصحیح، کتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام، حدیث نمبر 5651
- ²³ ابن حبیل، أحمد بن محمد (م 241ھ)، مسند، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421ھ، (3/118)، حدیث نمبر 1539-
- ²⁴ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، باب من قام لجنائز یهودی، حدیث نمبر 1311
- ²⁵ المائدة: 8
- ²⁶ البقرة: 256
- ²⁷ البیهقی، أحمد بن الحسن (م 458ھ)، السنن الکبری، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة: الثالثة، 1424ھ، (8/178)، حدیث نمبر 16352-
- ²⁸ جامع المسند والسنن (5/111)
- ²⁹ مسند أحمد (20/22)، 12549-
- ³⁰ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاستقواء، باب دعا النبی ﷺ: اجعلها سنین کسنی یوسف، حدیث نمبر 1007
- ³¹ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، باب اذا سلم الصبی فمت، هل یصلی علیہ؟ وهل یعرض علی الصبی الاسلام؟، رقم الحدیث: ۱۳۵۶
- ³² الطبرانی، سلیمان بن أحمد، المعجم الأوسط، دار الحرمین، القاهرة، (3/175)، حدیث نمبر 2844-
- ³³ أبو داود، سلیمان بن الأشعث، السنن، المعجم الكبير، سعید کیمفی، کراچی، (1/343)، حدیث نمبر 2170-
- ³⁴ الطبرانی، سلیمان بن أحمد (م 360ھ)، المعجم الكبير، مكتبة ابن تيمية، القاهرة، الطبعة: الثانية، (7/254)، حدیث نمبر 7032-
- ³⁵ مصنف ابن أبي شيبة (7/474)، حدیث نمبر 37337-
- ³⁶ البیهقی، أحمد بن الحسن (م 458ھ)، شعب الإيمان، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض، 1410ھ، (10/25)، حدیث نمبر 7115-
- ³⁷ فوري، علي بن حسان الدين (م 975ھ)، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، 1401ھ، (15/712)، حدیث نمبر 42837-
- ³⁸ آل عمران: 103
- ³⁹ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسير، باب ما یکره من التنازع والاختلاف فی الحرب وعقوبته من عصی الامه، حدیث نمبر 3038-



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).